

اظہار تشکر

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نہایت عقیدت و محبت اور شوق کی فروانی کے ساتھ نذرانہ تشکر کہ جس نے مجھے ہر مرحلے سے بخیر و خوبی نکالا اور معلم انسانیت ﷺ کی بارگاہ میں جنھوں نے انسانیت کو اندھیروں کی اتھاہ گہرائیوں سے نکال کر عرفان و آگاہی کی روشنیوں سے منور کیا۔ ایم فل سے پہلے گورنمنٹ کالج یونیورسٹی میں میرا ب۔ اے آنرز اردو کرنا میرے لیے کسی اعزاز سے کم نہیں تھا۔ اس کے بعد ایم۔ فل اردو کے لیے دوبارہ گورنمنٹ کالج یونیورسٹی میں میرا داخلہ ہونا یہ شاید میرے والدین کی خاص دعاؤں کا صلہ ہے۔ ایک سال کلاس کا کام ختم ہونے کے بعد ایک اہم مرحلہ ایم۔ فل اردو میں مقالہ کی تیاری ہوتا ہے۔ مقالہ کی تیاری سے پہلے اس کے عنوان کا انتخاب کرنا کافی مشکل مرحلہ ہے۔ میری ہمیشہ آرزو رہی ہے کہ مقالے کی تیاری میں مجھے ایسا موضوع ملے جس سے نہ صرف تحقیقی سطح پر اردو ادب کی خدمت ہو بلکہ میری علمی پیاس میں مزید اضافہ ممکن ہو۔ اردو ادب میں بے شمار موضوع میرے سامنے تھے جن پر میں ایسا مقولہ تحریر کر سکتا تھا جو کم وقت میں مکمل ہو سکتا تھا۔ مگر میرا مقصد مقولہ مکمل کرنا نہیں تھا بلکہ اپنے موضوع کے ساتھ انصاف کرنا مقصود رہا ہے۔ اور یہ میری خوش قسمتی ہے کہ میرے نگران بھی حق تعالیٰ نے ایسا عطا کیا جو میرے پسندیدہ تھے۔ عنوان کی تلاش میں میرے معزز استاد ڈاکٹر خالد محمود سنجانی نے میری بہت مدد فرمائی ہے اور میں نے بیسویں صدی کے ایک گننام نثر نگار صغیر ملال کو اپنے مقالہ کے لیے انتخاب کیا ہے۔ صغیر ملال ایک ایسی شخصیت کے مالک ہیں جس میں شاعر ہونے کے ساتھ ساتھ ایک اچھے مترجم اور نثر نگار تھے۔ اُن کو دنیائے ادب بطور شاعر تسلیم کر چکی ہے مگر اُن کے ناولوں اور افسانوں سے زیادہ تر لوگ ناواقف ہیں۔ بس ایسی مقصد کو لے کر میں نے مقولہ مکمل کیا ہے کہ جب مقولہ تحریر کرنا ہے تو خود محنت شاقہ سے کیا گیا کام، کام نہیں بلکہ پوری عبادت اور خدمتِ ادب ہے۔

صغیر ملال کی اردو نثر پر جب مقولہ میں نے شروع کیا اول اول ان کے بارے میں بہت کم مواد ملا اور جو مواد ملا وہ زیادہ تر ان کی شاعری کے حوالے سے سامنے آیا مگر کہتے ہیں تلاش کرنے والوں کو خدا بھی مل جاتا ہے اسی بات نے میری اندر مزید حوصلہ پیدا کیا۔ اور میں مختلف اساتذہ کرام سے ملتا رہا۔ اس کے ساتھ ساتھ گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، پنجاب لاہور میں اور یونیورسٹی کالج لاہور میں نے مجھے باقاعدگی سے آنا نصیب ہوا۔ مواد ایک جگہ میسر نہ ہو سکا۔ ان کی خاص کر ترجمے کی کتاب ”بیسویں صدی کے شاہکار افسانے“ مجھے کراچی سے منگوانی پڑی، مگر اس محنت شاقہ نے میرے اندر حقیقی طور پر تحقیقی اور تنقیدی ذوق کو پروان چڑھایا ہے۔

صغیر ملال اردو فلکشن کی تاریخ میں بڑی اہمیت کے حامل ہیں۔ میں نے ان کے افسانوں، ناولوں اور تراجم کا کوئی دس سے بارہ مرتبہ مطالعہ کیا ہے، سب سے کم معلومات اُن کی ذات زندگی کی ملی۔ میری بڑی کوشش تھی کہ اُن کے ذاتی حالات و واقعات کے متعلق بھرپور مجھے آگاہی ملتی مگر ان کی کم عمری میں دنیا سے رخصت ہونے سے جو خلا پیدا ہوا اُس نے میری مشکلات میں بڑی حد تک اضافہ کیا۔ میں اپنے اس مقالہ کو چھ ابواب میں تقسیم کیا ہے۔ پہلا باب مصنف کا مختصر سوانحی خاکہ ہے اور اس کے ساتھ ان کی تصانیف کا مختصر تعارف شامل ہے۔ اور دوسرا باب صغیر ملال کے چند بڑے معاصر افسانوی ادب کے افسانہ نگار اور ناول نگار کے بارے میں تحریر کیا ہے۔ اس حصے میں بیسویں صدی کے اہم افسانہ نگاروں اور ناول نگاروں کو شامل کرتے ہوئے اس بات کو میں نے سامنے رکھا ہے کہ



صرف ان ادیبوں کے بارے میں لکھوں جن کی تحریروں کا رنگ صغیر ملال کے ہاں بھی موجود ہے۔ مقالہ کا تیسرا باب صغیر ملال کی افسانہ نگاری ہے۔ اور چوتھا باب ان کے دونوں کے بارے میں ہے ان کا تحقیقی اور تنقیدی جائزہ لیتے ہوئے اس بات کا خصوصی خیال کیا گیا ہے کہ کوئی کوئی افسانہ یا ناول کا کوئی بھی حصہ مجھ سے پوشیدہ نہ رہے۔ مقالہ کا باب نمبر ۵ میں صغیر ملال کی ترجمہ نگاری پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ ان کی ترجمہ شدہ ایک کتاب کو تفصیل کے ساتھ پڑھ کے اور ان کے مضامین جو انہوں نے اختصار کے ساتھ ہر افسانے کے آخر میں لکھے ہیں ان کا بھی تنقیدی جائزہ لیا جائے۔ آخری بات مجموعی جائزے پر مشتمل ہے جس میں صغیر ملال کے نثری اسلوب پر بحث کی گئی ہے اور ساتھ ان اثرات کا تذکرہ کیا گیا ہے جو اردو ادب میں صغیر ملال نے پیدا کیا ہے۔

میرے لیے یہ مقالہ مکمل کرنا آسان نہیں تھا۔ جس کی بہت سی وجوہات تھیں۔ یہ وہ وقت تھا جب میری والدہ محترمہ کا وصال ہوا تو دوسری طرف موضوع ایسا تھا کہ ہر روز کسی نہ کسی لائبریری کی مدد درکار ہوتی تھی۔ مقالہ کی تیاری میں اپنے ساتھ ڈاکٹر خالد محمود سخرانی کا بے حد ممنون ہوں کہ انہوں نے نا صرف میرے موضوع کے انتخاب میں میری رہنمائی کی بلکہ اپنے قیمتی وقت میں مجھے برداشت کیا۔ ان کی خاص محبت اور نہایت شفیق انداز میں میرے مقالہ کو مکمل کروانے میں بڑا ہاتھ ہے۔ میں اپنے والدین کا بے حد مشکور ہوں جن کی دعاؤں سے اس مقالہ کی تکمیل ہوئی۔ مقالہ کی تیاری میں جن جن اساتذہ کرام نے خاص کہ ڈاکٹر تبسم کاشمیری نے مجھے وقت دیا بلکہ ہر وقت رہنمائی کی ان کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں۔

مقالہ کی تیاری میں اپنے دوستوں کا ممنون ہوں خاص کہ محترمہ عارفہ ملک جس نے ہر مرحلے میں مجھے تسلی دی اس کے علاوہ وہ اپنے ان طلبہ طالبات خاص کے پنجاب کالج کی طلبہ علینا خان کا شکر گزار ہوں جس کی مالی مدد سے ایم۔ فل کے داخلے میں بڑی مدد ملی۔ میں اپنی شریک حیات محترمہ عارفہ کنول کا بے حد مشکور ہوں جس نے مقالے کی تیاری میں مسلسل میری ڈھارس بندھائی اور ہر لمحہ اپنے تعاون سے فیض یاب کیا ہے، ان سب کے ساتھ ساتھ میں اپنے کمپوزر محترم احمد عدیل کا جتنا شکر یہ ادا کروں کم ہے انہوں نے کم وقت میں مقالے کی کاٹ چھانٹ کر کے اُسے پایہ تکمیل تک پہنچایا ہے، آخر میں گورنمنٹ کالج یونیورسٹی لاہور، پنجاب لائبریری اور اینٹل کالج لائبریری کا بھی مشکور ہوں جس کی بدولت میرا مقالہ بخوبی احسن مکمل ہوا ہے۔ مجھے اپنی ان تھک محنت پر بھر پور یقین ہے کہ میری اس کاوش کو آپ دل سے سراہیں گے۔ کیوں کہ میں ادب کا ایک ادنیٰ طالب علم ہوں، کوئی محقق نہیں، ادیب نہیں، کہ مصنف کی تمام باریکیوں کو جان پاتا۔ بس ایک معمولی سی تحریر کی صورت میں بڑی جسارت کر ڈالی۔

غفور احمد

معلم گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، لاہور۔